For more notes & academic material visit our Website or install our Mobile App
Website: www.downloadclassnotes.com Mobile App: bit.ly/DCNApp

سبق 7

نظریۂ پاکستان اور تحریکِ پاکستان

(Ideology of Pakistan and Pakistan Movement)

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
01	حصہ الف کثیر الانتخابی سوالات	106
02	حصہ ب مختصر سوالات کے جوابات	108
	نظریۂ پاکستان کے اساسی اصول	108
	نظریۂ پاکستان کی قومی زندگی میں اہمیت	109
	قومی یکجہتی کا حصول	109
	مسلم لیگ کے ابتدائی مقاصد	109
	3 جون کے منصوبے کے اہم نکات	110
	پاکستان کے ابتدائی مسائل	110
03	حصہ ج بیانیہ سوالات کے جوابات	111
	نظریۂ پاکستان	111
	قومی یکجہتی	113
	سرسید احمد خان کا سیاسی نظریہ	114
	علامہ اقبال اور تحریکِ پاکستان	115
	قائداعظم اور جدوجہدِ پاکستان	115
	آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام	119
	قائداعظم کے چودہ نکات	120
	علامہ اقبال کا خطبۂ الٰہ آباد	120
	قراردادِ پاکستان 1940ء	122
	پاکستان کے ابتدائی مسائل	123
04	درسی کتاب کی مشق	125

Visit www.downloadclassnotes.com for Notes, Old Papers, Home Tutors, Jobs, IT Courses & more.

For more notes & academic material visit our Website or install our Mobile App
Website: www.downloadclassnotes.com Mobile App: bit.ly/DCNApp

حصہ الف کثیرالانتخابی سوالات

دیئے ہوئے ممکنہ جوابات میں سے ہر ایک کے لیے درست جواب کا انتخاب کیجئے۔

-1 نظریۂ پاکستان کے بنیادی عناصر ہیں:
(الف) تین (ب) چار (ج) پانچ (د) چھ

-2 نظریۂ پاکستان کا چوتھا عنصر ہے:
(الف) اسلام (ب) خطۂ اراضی (ج) اُردو زبان (د) جمہوری نظام

-3 نظریۂ پاکستان کی بنیاد ہے:
(الف) اسلام (ب) اردو زبان (ج) خطۂ اراضی (د) دوقومی نظریہ

-4 اسلامی مملکت کا بنیادی اصول ہے:
(الف) دوقومی نظریہ (ب) جمہوریت (ج) اردو زبان (د) خطۂ اراضی

-5 سرسید احمد خان 17 اکتوبر 1817ء کو پیدا ہوئے:
(الف) لکھنؤ (ب) مدراس (ج) دہلی (د) بجنور

-6 دوقومی نظریے کی بنیاد ہے:
(الف) سرسید احمد خان کے خیالات (ب) قائداعظم کے خیالات
(ج) علامہ اقبال کے خیالات (د) نواب وقارالملک کے خیالات

-7 دوقومی نظریے کی بنیاد پر 30 ستمبر کو آل انڈیا مسلم لیگ قائم کی گئی:
(الف) 1906ء (ب) 1908ء (ج) 1910ء (د) 1920ء

-8 مفکرِ پاکستان علامہ محمد اقبال پیدا ہوئے:
(الف) بہاولپور (ب) سیالکوٹ (ج) جھنگ (د) ڈھوڈال

-9 میثاق لکھنؤ پر پنجاب کی جانب سے دستخط کیے تھے:
(الف) سر آغا شاہد (ب) سر میاں فضل حسین (ج) علامہ اقبال (د) قائدملت لیاقت علی خان

-10 دسمبر 1930ء میں الٰہ آباد میں خطبہ دیا:
(الف) قائداعظم نے (ب) علامہ اقبال نے (ج) قائدملت لیاقت علی خان نے (د) سرسید احمد خان نے

For more notes & academic material visit our Website or install our Mobile App
Website: www.downloadclassnotes.com Mobile App: bit.ly/DCNApp

-11 مسلم لیگ کی تنظیم نو کی گئی:

(الف) 1930ء (ب) 1932ء (ج) 1934ء (د) 1936ء

-12 علامہ اقبال کا انتقال ہوا:

(الف) 21 اپریل 1938ء (ب) 22 اپریل 1938ء (ج) 23 اپریل 1938ء (د) 24 اپریل 1938ء

-13 قائداعظم کراچی کے محلہ میں پیدا ہوئے:

(الف) صدر (ب) رنچھوڑ لائن (ج) کھارادر (د) لانڈھی

-14 قائداعظم نے بیرسٹری کا امتحان پاس کیا:

(الف) 14 سال کی عمر میں (ب) 15 سال کی عمر میں (ج) 17 سال کی عمر میں (د) 19 سال کی عمر میں

-15 نہرو رپورٹ منظر عام پر آئی:

(الف) اگست 1928ء (ب) اگست 1930ء (ج) اگست 1933ء (د) اگست 1940ء

-16 مارچ 1940ء کو مسلم لیگ نے منظور کی:

(الف) قراردادِ لاہور (ب) قراردادِ مقاصد (ج) قراردادِ پاکستان (د) قراردادِ مسلم لیگ

-17 ستمبر 1944ء میں قائداعظم کے بمبئی میں طویل مذاکرات ہوئے:

(الف) گاندھی جی (ب) نواب محسن الملک (ج) نواب وقار الملک (د) سر آغا خان سوم

-18 قائداعظم کا انتقال ہوا:

(الف) 8 ستمبر 1948ء (ب) 11 ستمبر 1948ء (ج) 13 ستمبر 1848ء (د) 25 دسمبر 1948ء

-19 مسلم لیگ کے ابتدائی مقاصد کا تعین کیا گیا:

(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

-20 قائداعظم کے 14 نکات اساس بنے:

(الف) 1935ء کے آئین (ب) 1956ء کے آئین کی (ج) 1962ء کے آئین کی (د) 1973ء کے آئین کی

-21 پاکستان کا نام رکھا:

(الف) قائداعظم نے (ب) علامہ اقبال نے

(ج) قائد ملت لیاقت علی خان نے (د) چوہدری رحمت علی نے

-22 سندھ طاس معاہدہ ہوا:

(الف) 1940ء (ب) 1950ء (ج) 1960ء (د) 1970ء

(23) آزادی کے وقت پاکستان میں کل بینک کی تعداد تھی:

(الف) 12 (ب) 24 (ج) 38 (د) 50

(24) آزادی کے بعد سندھ طاس معاہدہ طے پایا:

(الف) 12 سال بعد (ب) 13 سال بعد (ج) 14 سال بعد (د) 15 سال بعد

جوابات

(1) ج	(2) د	(3) الف	(4) ب	(5) ج
(6) الف	(7) الف	(8) ب	(9) ب	(10) ب
(11) ج	(12) الف	(13) ج	(14) د	(15) الف
(16) ج	(17) الف	(18) ب	(19) ب	(20) الف
(21) د	(22) ج	(23) ج	(24) ب	

حصہ ب مختصر جواب کے سوالات

سوال نمبر 1 نظریہ پاکستان کے اساسی اصول مختصر بیان کیجیے۔

جواب: **نظریہ پاکستان کے اساسی اصول:**

نظریہ پاکستان کے اساسی اصول مندرجہ ذیل ہیں:

(i) پاکستان کی اساس اسلام پر رکھی گئی ہے۔

(ii) نظریہ پاکستان کا دوسرا اہم بنیادی اصول دوقومی نظریہ ہے۔

(iii) خطہ اراضی نظریہ پاکستان کا تیسرا اہم بنیادی اصول ہے۔

(iv) جمہوریت بھی اسلامی مملکت کا بنیادی اصول ہے۔

(v) نظریہ پاکستان کا پانچواں اہم ترین عنصر قومی زبان اردو ہے۔

سوال نمبر 2 نظریۂ پاکستان کی قومی زندگی میں اہمیت مختصر بیان کیجیے۔ KB(2010)

جواب: **نظریۂ پاکستان کی قومی زندگی میں اہمیت:**

نظریۂ پاکستان کی قومی زندگی میں جو اہمیت ہے اسے حسبِ ذیل نکات سے واضح کیا جاتا ہے:

1۔ نظریۂ پاکستان نے تمام مسلمانوں کو یکجا کر کے پاکستان کا حصول ممکن بنایا۔

2۔ نظریۂ پاکستان پر عمل پیرا ہونے سے ایک ایسی قوم تشکیل پا سکتی ہے جس کا کردار بلند، جس کے اخلاق عمدہ اور جس میں جرأت مندانہ صلاحیتیں موجود ہوں۔

3۔ نظریۂ پاکستان کا تمام مسلمانوں کو الگ الگ اور منفرد قوم بنانے میں کلیدی کردار ہے۔

4۔ نظریۂ پاکستان قومی یکجہتی کو فروغ دیتا ہے۔

5۔ نظریۂ پاکستان کا اصل مقصد یہ ہے کہ عالم اسلام میں اتحاد و یکجہتی قائم ہو جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پوری دنیا میں رہنے والے تمام مسلمان خواہ ان کا تعلق کسی بھی نسل، زبان اور جغرافیائی وحدت سے ہو وہ سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

سوال نمبر 3 قومی یکجہتی کا حصول کیسے ممکن بنایا جا سکتا ہے؟ KB(2011)

جواب: **قومی یکجہتی کا حصول:**

قومی یکجہتی کا حصول مندرجہ ذیل اقدامات کی بدولت ممکن بنایا جا سکتا ہے:

(i) لوگوں میں نظریۂ پاکستان کا اصل مقصد و مفہوم اور شعور واضح کیا جائے۔

(ii) علاقائی تعصبات کو ختم کر کے پاکستانی قوم پروری کو فروغ دیا جائے۔

(iii) جمہوری نظام میں استحکام پیدا کیا جائے۔

(iv) اسلامی اقدار کو فروغ حاصل ہونا چاہیے۔ (v) فرقہ واریت کی بیخ کنی کی جائے۔

(vi) قومی زبان کو نہ صرف رائج کیا جائے بلکہ اس کی ترقی و ترویج کے لیے بھی مناسب اقدامات کیے جائیں۔

(vii) تعلیم کو نہ صرف عام کیا جائے بلکہ بنیادی نصاب میں یکسانیت پیدا کی جائے۔

(viii) کھیل، سیر و تفریح اور بین الصوبائی شادی بیاہ کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

سوال نمبر 4 مسلم لیگ کے ابتدائی مقاصد مختصر بیان کیجیے۔

جواب: **مسلم لیگ کے ابتدائی مقاصد:**

مسلم لیگ کے مندرجہ ذیل تین ابتدائی مقاصد کا تعین کیا گیا:

www.downloadclassnotes.com

(i) برصغیر کے مسلمانوں میں حکومت برطانیہ کے لیے جذبۂ وفاداری کو ابھارنا اور حکومت اور مسلمانوں کے درمیان پیدا ہونے والی غلط فہمیوں کو دُور کرنا۔

(ii) مسلمانوں کے سیاسی حقوق اور مفادات کی حفاظت کرنا اور ان کی ضروریات سے حکومت کو آگاہ کرنا۔

(iii) متذکرہ مقاصد کو نقصان پہنچائے بغیر برصغیر کی دوسری اقوام کے ساتھ تعاون کرنا۔

سوال نمبر 5 3 جون 1947ء کے منصوبے کے اہم نکات تحریر کیجیے۔

جواب: 3 جون 1947ء کے منصوبے کے اہم نکات:

3 جون 1947ء کے منصوبے کے اہم نکات مندرجہ ذیل ہیں:

(i) ہندوستان کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ ایک ہندو اکثریت کا علاقہ ہوگا اور دوسرا مسلم اکثریت کا علاقہ ہوگا۔

(ii) پنجاب اور بنگال کی اسمبلیاں پاکستان کے اصول کی توثیق کریں گی۔

(iii) سندھ اسمبلی اکثریت رائے سے فیصلہ کرے گی کہ صوبہ ہندوستان میں شامل ہوگا یا پاکستان میں شامل ہوگا۔

(iv) صوبہ سرحد (خیبر پختونخواہ) کی عوام رائے شماری کے ذریعے فیصلہ کرے گی کہ وہ کس ملک میں شامل ہونا چاہتی ہے؟ یعنی کہ وہ صوبہ ہندوستان میں شامل ہوگا یا پاکستان میں شامل ہوگا؟

(v) بلوچستان کا شاہی جرگہ اور میونسپل کمیٹیوں کے منتخب ارکان فیصلہ کریں گے۔

(vi) جب تک ہندوستان اور پاکستان اپنا اپنا دستور نہیں بنا لیتے اس وقت تک دونوں ممالک میں 1935ء کا ایکٹ نافذ رہے گا۔

سوال نمبر 6 پاکستان کے ابتدائی مسائل مختصر بیان کیجیے۔

جواب: پاکستان کے ابتدائی مسائل:

پاکستان کے ابتدائی مسائل کا تذکرہ درج ذیل ہے:

(i) پاکستان کو سب سے پہلا جو مسئلہ درپیش آیا وہ سرحدوں کے تعین کا مسئلہ تھا۔

(ii) پاکستان کا دوسرا اہم مسئلہ ریاستوں کے الحاق کا مسئلہ تھا۔

(iii) مسلم کش فسادات بھی پاکستان کے لیے ایک اہم مسئلہ تھا۔

(iv) مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ بھی پاکستان جیسی نئی ریاست کے لیے اہم مسئلہ تھا۔

(v) پاکستان کے لیے مالی اثاثوں کی تقسیم بھی ایک مسئلہ تھا۔

(vi) افواج اور دفاعی اثاثوں کی تقسیم پاکستان کے لیے کسی بڑے مسئلے سے کم نہ تھی۔

(vii) نہری پانی کا مسئلہ بھی پاکستان کے لیے بہت اہم تھا۔

(viii) انتظامی مسائل نہ ہونے کے باعث بھی پاکستان اس مسئلے سے دوچار تھا۔

(ix) انتظامی مسائل کے علاوہ پاکستان کو کئی معاشی مسائل بھی درپیش تھے۔

(x) بین الاقوامی اداروں کی رکنیت بھی پاکستان کے لیے ایک اہم مسئلہ تھی۔

حصہ ج تفصیلی سوالات کے جوابات

سوال نمبر 1 نظریۂ پاکستان کی وضاحت کیجیے۔

جواب: نظریۂ پاکستان:

پاکستان 14 اگست 1947ء کو ایک اسلامی مملکت کی حیثیت سے دنیا کے نقشے پر ابھرا۔ پاکستان کے معاشرتی، سیاسی اور اقتصادی ڈھانچے کو اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ کرنے کا نام نظریۂ پاکستان ہے۔ یعنی نظریۂ پاکستان قرآن اور شارح قرآن کی تعلیمات کو ماننا اور ان پر عمل پیرا ہونے کا نام ہے۔

نظریۂ پاکستان کے اساسی اصول:

نظریۂ پاکستان کی بنیاد جن پانچ عناصر پر رکھی گئی وہ یہ ہیں:

1۔ اسلام 2۔ دوقومی نظریہ 3۔ خطۂ اراضی 4۔ جمہوری نظام 5۔ اُردو زبان

1۔ اسلام:

تحریکِ پاکستان کے دوران ایک معروف نعرہ تھا:

''پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ'' گویا پاکستان کی اساس اسلام ہے اور یہ اسی لیے قائم کیا گیا ہے کہ مسلمان اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو اسلامی تعلیمات کے مطابق بسر کرسکیں۔ اسلام اور پاکستان کا باہمی رشتہ وہی ہے جو انسانی زندگی میں روح کا جسم کے ساتھ ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ انسان کا جسد خاکی پہلے تخلیق ہوا اور اس میں روح بعد میں پھونکی گئی جبکہ پاکستان کا جسد ملی خود اس کی روح نے تخلیق کیا اور برصغیر کی سرزمین پر اس کے نقوش ابھار کر خود اس میں سما گئی۔ اس طرح پاکستان اور اسلام لازم و ملزوم ہیں۔

For more notes & academic material visit our Website or install our Mobile App
Website: www.downloadclassnotes.com Mobile App: bit.ly/DCNApp

2۔ دوقومی نظریہ:

برصغیر جنوبی ایشیا میں دوقومی نظریے کا آغاز اسی روز ہو گیا تھا جب پہلے فرد نے اسلام قبول کیا کیونکہ اس کے بعد وہ پہلی قوم کا فرد نہیں رہا بلکہ جداگانہ قوم کا فرد بن گیا۔ مسلمانوں کی آمد سے قبل بھی جو اقوام برصغیر میں آئیں وہ یہاں کی ہندو تہذیب (بت پرستی اور چھوت چھات) کی رسوم میں ضم ہو کر رہ گئیں لیکن چونکہ مسلمان اپنے ساتھ عقیدۂ توحید اور انسانوں کی ہندو تہذیب کے مابین اخوت اور مساوات جیسی اعلیٰ اقدار لائے تھے۔ اس لیے انہوں نے مقامی آبادی کے مقابلے میں ایک الگ تشخص قائم کیا۔ ہندوؤں نے مسلمانوں کے جداگانہ تشخص کو ختم کرنے کے لیے کئی کوششیں کیں مگر مفکرین اور مصلحین نے انہیں ناکام بنا دیا۔

اسی جداگانہ مسلم تشخص یا دوقومی نظریہ ہی نے برصغیر کے مسلمانوں بالآخر یہ احساس دلایا کہ وہ اپنے لیے ایک الگ وطن حاصل کریں جہاں وہ اپنی ملی روایات اور اسلامی ثقافت کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ اس طرح پاکستان کی نظریاتی بنیاد دوقومی نظریہ ہے۔ قیام پاکستان کے بعد مسلم تشخص کی ترویج کے لیے حکومت پر فرض عائد کیا گیا ہے کہ وہ اسلامی طرزِ حیات کو فروغ دے۔ ملی وحدت اور مسلم امہ کے تصور کو مستحکم کرنے کے لیے مسلمان ممالک کے ساتھ تعلقات کو مضبوط بنائے۔

3۔ خطۂ اراضی:

نظریۂ پاکستان کا تیسرا عنصر مخصوص خطۂ اراضی ہے۔ اس کی حیثیت روح کے ساتھ جسم کی سی ہے۔ نظریۂ پاکستان کی تکمیل کے لیے 23 مارچ 1940ء کو آل انڈیا مسلم لیگ نے برصغیر کے ان علاقوں پر پاکستان کی تشکیل کا مطالبہ کیا جہاں وہ عددی اعتبار سے اکثریت میں تھے۔ قائداعظم نے 2 مارچ 1941ء کو پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''ہم ایک قوم ہیں اور قوم کے رہنے کے لیے علاقہ چاہیے۔ محض یہ دہراتے رہنے سے آخر کیا حاصل ہے کہ ہم ایک قوم ہیں؟ قوم ہوا میں نہیں رہ سکتی۔ وہ زمین میں رہتی ہے اور اس زمین پر اس کی حکمرانی ہونی چاہیے۔ قوم کو مخصوص علاقے میں آزاد مملکت چاہیے اور ہم یہی تو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ قائداعظم کی مدبرانہ قیادت میں صرف سات سال کے عرصے میں 14 اگست 1947ء کو پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔ مختصر یہ کہ ارض پاکستان کا ''جسمی تشخص'' ہے جو علاقائی سالمیت سے وابستہ ہے۔ اس کی علاقائی سالمیت کو نقصان پہنچانا دراصل نظریۂ پاکستان کو نقصان پہنچانا ہے۔

4۔ جمہوری نظام:

جمہوریت یا شورائیت اسلامی مملکت کا بنیادی اصول ہے۔ اسلامی مملکت کے تمام امور اور معاملات خدا اور اس کے رسولؐ کے احکامات کی روشنی میں باہمی مشورے سے طے کیے جاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور ان سے خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجیے۔ پھر جب آپ رائے پختہ کریں تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیجیے۔ بے شک اللہ ایسے اعتماد کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔'' (آل عمران 159)

5۔ اردو زبان:

نظریۂ پاکستان کا پانچواں عنصر پاکستانی قومیت کے مختلف علاقائی گروہوں کو باہمی مربوط رکھنے کے لیے رابطے کی حیثیت رکھنا ہے اور زبان

ہے۔اردو زبان برصغیر میں مسلمانوں کی آمد اوران کی حکومت کی یادگاروں میں ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔ یہ زبان کب' کہاں اور کس طرح عالم وجود میں آئی۔اس کے بارے میں مختلف نظریات پیش کیے گئے ہیں۔مشہور ماہر لسانیت گراہم بیل کے مطابق:

''اردو زبان کی ابتداء 1027ء میں ٹھیک اس وقت ہوئی جب غزنوی فوج کے سپاہیوں نے لاہور میں قیام کرنا شروع کیا۔''

نظریہ پاکستان کی قومی زندگی میں اہمیت:

نظریہ پاکستان کی قومی زندگی میں اہمیت کو درج ذیل نکات سے بیان کیا جاسکتا ہے۔

(i) نظریہ پاکستان برصغیر کے مسلمانوں میں اتحاد و یکجہتی کی بنیاد بنا اور اس نے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا اور حصول پاکستان کو ممکن بنادیا۔

(ii) نظریہ پاکستان پر عمل پیرا ہونے سے ایک ایسی قوم تشکیل پاسکتی ہے جو بلند کردار' بلند اخلاق اور جرات مند ہو کیونکہ اللہ وحدہ لاشریک کی ذات پر کامل یقین رکھنے والوں کے کردار میں یزدانی خصوصیات کا پیدا ہوجانا ایک فطری امر ہے۔

(iii) نظریہ پاکستان نے برصغیر کے مسلمانوں کو ایک علیحدہ اور منفرد قوم بنانے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔اس نظریے پر عمل پیرا ہو کر ہی ہم قومی تشخص کو برقرار رکھ سکتے ہیں۔

(iv) نظریہ پاکستان اس ملک میں بسنے والے تمام لوگوں کے درمیان فرقہ واریت کی بیخ کنی اور علاقائی تعصبات کا قلع قمع کرتا ہے۔قومی یکجہتی کو پروان چڑھاتا ہے۔

(v) نظریہ پاکستان کا بنیادی تقاضا یہ ہے کہ عالم اسلام میں اتحاد و یکجہتی پیدا کی جائے کیونکہ دنیا میں بسنے والے تمام مسلمان خواہ ان کا تعلق کسی بھی نسل' زبان اور جغرافیائی وحدت سے ہو'وہ سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

سوال نمبر 2 قومی یکجہتی سے کیا مراد ہے؟ پاکستان میں کس طرح قومی یکجہتی کو فروغ دیا جاسکتا ہے؟

جواب: قومی یکجہتی (National Integration):

قومی یکجہتی سے مراد یہ ہے کہ ملک میں بسنے والے تمام گروہ اپنی محدود علاقائی' تہذیبی اور مذہبی وفاداریوں سے بالاتر ہو کر عظیم تر ''قومی کاز'' کی وفاداری اختیار کریں۔دوسری جانب قومی کاز یکسانیت کے ساتھ حتیٰ الامکان تمام گروہوں کے خصوصی امتیازات کو گوارہ کرتے ہوئے سب ہی کی بھلائی اور ترقی کے لیے کام کرے۔

قومی یکجہتی اور پاکستان:

پاکستان ایک نظریاتی' قومی اور کثیر ثقافتی وفاقی ریاست ہے۔اس کا قیام اگرچہ دوقومی نظریے کی بنیاد پر عمل میں آیا تھا لیکن اس کی بقا اور استحکام کا راز پاکستانی قومیت کے نظریے میں مضمر ہے۔پاکستانی قومیت کا نظریہ وطن کی محبت اور عقیدت سے عبارت ہے اور اہالیان پاکستان کو یہ جذبہ عطا کرتا ہے کہ وہ تمام امتیازات سے قطع نظر پاکستان کا دفاع کریں۔اس کے اتحاد' سالمیت اور یکجہتی کے خلاف تمام چیلنجوں کا مقابلہ کریں۔اسی

پاکستانی قومیت کی تبلیغ کرتے ہوئے بانئ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے 15 جون 1948ء کو کوئٹہ میونسپلٹی کے استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

''ہم سب پاکستانی ہیں' ہم میں سے کوئی شخص بھی پنجابی' سندھی' بلوچی' پٹھان یا بنگالی نہیں ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کو صرف پاکستانی کی حیثیت سے سوچنا' محسوس کرنا اور عمل کرنا چاہیے اور ہمیں پاکستانی کہلوانے پر فخر ہونا چاہیے۔''

قومی یکجہتی اور باہمی اتفاق کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے قائداعظم نے 21 مارچ 1948ء کو ڈھاکا میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''میں آپ سے کہوں گا کہ صوبائیت سے چھٹکارہ حاصل کر لیجیے کیونکہ جب تک آپ اس زہر کو پاکستان کے سیاسی جسم میں برقرار رکھیں گے آپ کبھی بھی ایک طاقت ور قوم نہیں بن سکیں گے اور آپ وہ سب کچھ حاصل نہ کر سکیں گے۔ میری خواہش ہے کہ آپ حاصل کر لیں۔''

یہ علاقائیت اور صوبائیت کا زہر تھا جس نے مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش کی شکل میں ایک علیحدہ مملکت بنادیا اور اگر اب بھی زہر کا تدارک نہ کیا گیا تو یہ ہمارے ملک کے لیے نقصان دہ ہوسکتا ہے۔ قائداعظم نے بہت پہلے اس زہر کو محسوس کر لیا تھا۔

قومی یکجہتی کا حصول مندرجہ ذیل اقدامات کے ذریعے ممکن بنادیا ہے۔

(i) لوگوں میں نظریہ پاکستان کا شعور بیدار کیا جائے۔

(ii) علاقائی یا صوبائی تعصبات کے مقابلے میں پاکستانی قوم پروری (Pakistani Nationalism) کو فروغ دیا جائے۔

(iii) جمہوری نظام کو مستحکم کیا جائے۔

(iv) منصفانہ اقتصادی نظام قائم کیا جائے جس میں امیر غریب کا استحصال نہ کریں۔

(v) اسلامی اقدار کو فروغ دیا جائے۔

(vi) تعلیم کو عام کیا جائے اور بنیادی نصاب تعلیم میں یکسانیت پیدا کی جائے۔

(vii) قومی زبان کو رائج کیا جائے اور اس کی ترقی و ترویج کے لیے اقدامات کیے جائیں۔

(viii) مختلف علاقائی ثقافتوں کو اس طرح ترقی دی جائے کہ وہ ایک دوسرے میں گھل مل کر قومی ثقافت کا روپ اختیار کریں۔

(ix) ابلاغ عامہ کے ذرائع اخبار' ریڈیو' ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ وغیرہ کو قومی یکجہتی کے لیے استعمال کیا جائے۔

(x) فرقہ واریت کی بیخ کنی کی جائے۔

(xi) تمام اقلیتیں ہر لحاظ سے مطمئن اور محفوظ ہوں۔

(xii) کھیل' سیر و سیاحت اور بین الصوبائی شادیوں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

سوال نمبر 3 سرسید احمد خان کے سیاسی نظریہ پر بحث کیجیے۔ KB(2011)

جواب: **سرسید احمد خان کا سیاسی نظریہ:**

سرسید احمد خان ابتداء میں متحدہ قومیت یا ہندوستانی قومیت کے داعی تھے۔ ہندو مسلم اتحاد کے بارے میں وہ کہا کرتے تھے کہ ''ہندوستان

ایک حسین وجمیل دلہن کی طرح ہے۔ ہندو اور مسلم اس کی دو آنکھیں ہیں اور اس کے حسن کا دارومدار اس بات پر ہے کہ دونوں آنکھوں کی چمک دمک برقرار رہے۔"

1867ء میں بنارس کے ہندوؤں نے اردو زبان اور فارسی رسم الخط کو منسوخ کرنے، ہندی زبان اور دیوناگری رسم الخط کو رواج دینے کے لیے شدید تحریک چلائی۔ جس کا مقصد ہندوستان سے مسلم تہذیب کا نام ونشان مٹانا تھا۔ اس سانحہ پر سرسید نے بنارس کے کمشنر "شیکسپیئر" کے سامنے ان الفاظ میں اظہار خیال کیا:

"مجھے یقین ہوگیا ہے کہ دونوں قومیں دل سے کسی کام میں شریک نہ ہوسکیں گی۔ ابھی تو بہت کم ہے آنے والے زمانے میں اس سے زیادہ کشیدگی بڑھتی چلی جائے گی۔"

ہندوؤں کی روایتی مکاری نے سرسید کے دوقومی نظریے کے خیالات کو اس حد تک راسخ بنا دیا تھا کہ انہوں نے 1883ء میں مجلسِ قانون ساز میں عام انتخابات کی مخالفت کرتے ہوئے کہا:

"ہندوستان ایک ملک نہیں بلکہ براعظم ہے۔ جس میں مختلف نسلوں اور عقیدت کے لوگ آباد ہیں۔ اگر ہندوستان میں عام انتخابات کا طریقہ رائج کیا گیا تو یہ خطرے سے خالی نہ ہوگا۔ اس میں اکثریتی قوم اقلیتی قوم کے مفادات کو غصب کرے گی۔ اس لیے حکومت پر لازم ہے کہ وہ انتخابی ارادوں کے نمائندے کی ایک بڑی تعداد نامزد کرنے کے اختیارات اپنے پاس رکھے اور یہی وہ طریقہ ہے۔ جس کے ذریعے ہندوستان کی آبادی کے مختلف طبقات کی نمائندگی میں واجبی اور منصفانہ توازن قائم رکھا جاسکتا ہے جس کا حصول عام انتخاب کے ذریعے ناممکن ہے۔"

سرسید اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہوگئے تھے کہ ہندو اکثریتی جماعت کانگریس سے مسلمانوں کو مساویانہ حقوق ملنا محال ہیں چنانچہ آپ نے مسلم قومیت کو تسلیم کروانے کے لیے جداگانہ انتخاب کا مطالبہ کیا۔ 16 جنوری 1888ء کو میرٹھ میں تقریر کرتے ہوئے آپ نے کہا:

"وائسرائے کی انتظامی کونسل میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی تعداد متعین ہونی چاہیے۔
ہندو ممبروں کو ہندو منتخب کریں اور مسلمان ممبروں کو مسلمان۔"

سوال نمبر 4 علامہ اقبال کے تحریک پاکستان میں کردار پر روشنی ڈالیں۔

جواب: علامہ اقبال اور تحریکِ پاکستان:

مفکر پاکستان علامہ اقبال بیک وقت ایک عظیم شاعر، فلسفی اور سیاست دان تھے۔ 9 نومبر 1877ء کو محلہ کشمیریاں ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے 1899ء میں ایم اے فلسفہ، میونخ یونیورسٹی (جرمنی) سے بیرسٹری (بار ایٹ لاء) کی سند حاصل کی۔ جولائی 1908ء میں وطن واپسی سے چند ماہ قبل آپ مسلم لیگ لندن شاخ کی مجلس عاملہ کے رکن رہے۔ مسلم لیگ کی لندن شاخ بنگال کے ممتاز وکیل سید امیر علی (1849ء-1928ء) نے قائم کی تھی اور اس کا مقصد برصغیر کے مسلمانوں کے لیے جداگانہ انتخابات کو تسلیم کرانے کے لیے برطانوی رائے عامہ کو ہموار کرنا اور پارلیمنٹ کے اراکین کو قائل کرنا تھا۔ لاہور واپس آ کر علامہ اقبال کا پنجاب صوبائی مسلم لیگ سے تعلق بھی ابتدائی فکری بنیادوں پر ہی ہوا

تھا۔ میثاقِ لکھنؤ 1916ء میں جس پر پنجاب کی طرف سے میاں فضل حسین (1877ء۔1936) نے دستخط کیے تھے۔ علامہ اقبال اس کے حق میں نہیں تھے۔ ان کا خیال تھا کہ کانگریس اس معاہدے کی آڑ میں متحدہ قومیت کے لیے راہ ہموار کرے گی۔ انہیں نیابتی توازن (Weightage) کے اصول پر بھی اعتراض تھا جس سے مسلم اکثریتی صوبے پنجاب اور بنگال مؤثر نمائندگی سے محروم ہوگئے تھے۔ بعدازاں جب تحریک خلافت (24-1919ء) شروع ہوئی تو مسلمان زعماء ہندوؤں کے ساتھ تحریک ترک موالات میں شریک ہوئے تھے لیکن علامہ اقبال تحریک خلافت و ترک موالات سے الگ ہی رہے کیونکہ وہ اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ مسلمان ہندوؤں کے ساتھ مل کر تحریک چلائیں۔ علاوہ ازیں علامہ اقبال کو شبہ تھا کہ ان تحریکوں کے مسلمان قائدین حقیقت میں مسلم قومیت کی بجائے متحدہ قومیت کے مبلغ اور ترجمان ہیں۔

نومبر 1926ء میں علامہ اقبال لاہور کی مسلم نشست سے پنجاب اسمبلی کے 4 سال کے لیے ممبر منتخب ہوئے۔ اسمبلی کی ممبری کے زمانے میں انہوں نے کئی مفید قوانین پاس کرانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ان میں بزرگان دین کی توہین کا انسداد، عبادت گاہوں کی حفاظت و تکریم کا اہتمام، لازمی ابتدائی تعلیم، محصولات خصوصاً لگان کی تخفیف اور مسلم مدارس کے ساتھ ناانصافی کے مسائل وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

دسمبر 1930ء میں قائداعظم کے ایماء پر علامہ اقبال کو مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ الہ آبادی کی صدارت پیش کی گئی۔ اس اجلاس میں علامہ اقبال نے ایک نہایت یادگار، فکرانگیز اور مدلل صدارتی خطبہ دیا۔ یہ خطبہ ہماری تحریک آزادی میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اس خطبے میں علامہ اقبال نے برصغیر کے مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ وطن کا تصور پیش کر کے مسلمانوں کی منزل کا تعین کر دیا تھا۔ انہوں نے فرمایا:

"میری خواہش ہے کہ پنجاب، صوبہ سرحد (خیبر پختون خوا)، سندھ اور بلوچستان کو ایک ہی ریاست میں ملا دیا جائے۔ خواہ یہ ریاست سلطنت برطانیہ کے اندر حکومتِ خوداختیاری (Self-Government) حاصل کرے، خواہ اس کے باہر، مجھے تو ایسا نظر آتا ہے کہ شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کو بالآخر ایک منظم مسلم ریاست قائم کرنا پڑے گی۔"

10 سال بعد اقبال کی یہی خواہش مطالبہ پاکستان کی بنیاد و اساس بن گئی۔

ہندوستان کے سیاسی تصفیے اور دستوری مسئلے پر غور کرنے کے لیے 1930ء سے 1932ء کے دوران گول میز کانفرنس میں شریک ہوئے۔ ان دونوں اجلاسوں میں انہوں نے مسلمانوں کے حقوق کی بھرپور وکالت کی اور ہندوستان کے مطالبات کو بہتر انداز میں پیش کیا۔ 17 اگست 1932ء کو برطانیہ کے وزیراعظم ریمزے میکڈانلڈ (1937-1862) کی طرف سے کیمونل ایوارڈ کا اعلان ہوا تو علامہ اقبال نے اس پر تنقید کرتے ہوئے ایک بیان میں کہا:

"اس ایوارڈ کے تحت لیجسلیٹو کونسل میں مسلمانوں کو واضح اکثریت نہیں دی گئی اور سکھوں کو زیادہ پاسنگ دیا گیا ہے۔ بنگال میں مسلمانوں کی اکثریت کے باوجود ان کا حق مار کر یورپین جماعت کو پاسنگ دیا گیا ہے۔ بنگال، پنجاب اور سرحد میں غیر مسلم اقلیتوں کو زیادہ پاسنگ دیا گیا ہے جبکہ ہندو اکثریتی صوبوں میں مسلمانوں کو کم پاسنگ دیا گیا ہے۔"

اس کے علاوہ انہوں نے صوبوں کے اختیارات میں اضافے اور مرکز کے اختیارات میں کمی کا مطالبہ کیا۔

مارچ 1934ء میں مسلم لیگ کی تنظیم نو کی گئی۔ علامہ اقبال کو پنجاب مسلم لیگ کا صدر منتخب کیا گیا۔ اقبال نے مسلم لیگ کو ایک فعال جماعت بنانے کے لیے قائداعظم کا بھرپور ساتھ دیا۔ 1937ء کے صوبائی انتخابات میں ناکامی کے باوجود علامہ اقبال نے ہمت نہیں ہاری اور مسلم لیگ کے لیے کام کرتے رہے۔ اکتوبر 1937ء میں لکھنؤ کے مقام پر ''سکندر جناح معاہدہ'' عمل میں آیا تو علامہ اقبال نے اطمینان کا سانس لیا کہ اب پنجاب صحیح سمت کی طرف چل پڑا ہے لیکن جلد ہی علامہ اقبال نے یہ محسوس کیا کہ سر سکندر حیات (1892-1942) اس معاہدے کی آڑ میں مسلم لیگ کے وجود کو ختم کر دینا چاہتے ہیں۔ آپ نے اس صورت حال سے قائداعظم کو آگاہ کیا اور اس کے چند ماہ بعد 21 اپریل 1938ء کو آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

سوال نمبر 5 قائداعظم کے قیامِ پاکستان میں کردار کا جائزہ لیں۔

جواب: قائداعظم اور جدوجہدِ پاکستان:

قائداعظم 25 دسمبر 1876ء کو کراچی کے محلہ کھارادر میں پیدا ہوئے۔ اپریل 1896ء میں صرف 19 سال کی عمر میں لنکزان (برطانیہ) سے بیرسٹری کا امتحان پاس کیا۔ دسمبر 1906ء میں انڈین نیشنل کانگریس کے پلیٹ فارم سے سیاسی زندگی کا آغاز کیا اور اکتوبر 1913ء میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی۔ دسمبر 1916ء میں کانگریس اور مسلم لیگ کے درمیان ہونے والا لکھنؤ پیکٹ قائداعظم ہی کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ تحریک خلاف (1019-24) میں آپ نے سرگرمی سے حصہ نہیں لیا اور جب گاندھی جی نے ایجی ٹیشن کی طرف لوگوں کو اکسایا تو آپ نے اس کی مخالفت کی اور دسمبر 1920ء میں کانگریس سے علیحدگی اختیار کر لی۔

تحریک خلافت کے خاتمے کے بعد مسلمانوں کی قیادت قائداعظم کے ہاتھ میں آئی۔ اگست 1928ء میں نہرو رپورٹ منظر عام پر آئی۔ اس رپورٹ میں مسلمانوں کے مطالبات کو بالکل نظرانداز کر دیا گیا تھا۔ قائداعظم نے اس رپورٹ کے جواب میں مارچ 1929ء میں 14 نکاتی فارمولا پیش کیا۔ ان نکات میں وفاقی نظام، جداگانہ انتخاب اور مسلم نمائندگی کی خصوصی گنجائش کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ 1937ء کے صوبائی انتخابات کے بعد ہندوستان کے 7 صوبوں میں کانگریس کی وزارتیں قائم ہوئیں۔ کانگریسی وزارتوں کے دور میں ان صوبوں میں مسلم مفادات کو شدید نقصان پہنچا۔ اس نازک وقت میں قائداعظم نے بڑی جواں مردی سے حالات کا مقابلہ کیا۔ مسلم لیگ کو از سرِ نو منظم کرنے کے لیے پورے ملک کا دورہ کیا اور لیگ کو ایک مضبوط اور ملک گیر جماعت بنا دیا۔ دوسری عالمی جنگ میں انگریزی حکومت کی حکمت عملی سے اختلاف کی بنا پر اکتوبر 1939ء میں کانگریسی وزارتیں مستعفی ہوئیں تو قائداعظم کی اپیل پر جمعہ 22 دسمبر 1939ء کو مسلمانوں نے یوم نجات منایا۔ یوم نجات منانے کا فیصلہ قائد کی جرات مندی اور سیاسی بصیرت کا شاہکار تسلیم کیا جاتا ہے جس سے نہ صرف کانگریس بلکہ وائسرائے ہاؤس میں بھی جھرجھری آ گئی۔

قائداعظم محمد علی جناح کی زیرِ قیادت مسلم لیگ نے مارچ 1940ء کو لاہور اجلاس میں ''قرارداد پاکستان'' منظور کی۔ اس قرارداد کے بنیادی نظریے کی وضاحت کرتے ہوئے قائداعظم نے واشگاف انداز میں مسلم قومیت کی توضیح و تشریح کی۔ آپ نے فرمایا:

''اس بات کو غلطی سے مان لیا گیا ہے کہ مسلمان ایک اقلیت ہیں۔ مسلمان ہرگز ایک اقلیت نہیں ہیں بلکہ ہر لحاظ سے ایک قوم ہیں۔

ہندوؤں اور مسلمانوں کا تعلق دو مختلف تہذیبوں سے ہے جن کی بنیاد جداگانہ اور متصادم خیالات و نظریات پر ہے۔ ایسی دو قوموں کو زبردستی ایک مملکت میں شامل کیے رکھنے سے جس میں ایک قوم آبادی کے لحاظ سے اقلیت میں ہو اور دوسری اکثریت میں تو لازماً بے چینی اور کشمکش میں اضافہ ہوگا اور بالآخر وہ ڈھانچہ ہی تباہ ہو جائے گا جسے ایک ایسی مملکت کی حکومت کے لیے معرض وجود میں لایا جائے گا۔ قوم کی ہر تعریف کے مطابق مسلمان ایک قوم ہیں اور ان کے پاس اپنا وطن، اپنا علاقہ اور اپنی مملکت ضرور ہونی چاہیے۔"

یہی وہ مشہور زمانہ دو قومی نظریہ ہے جس پر قائداعظم نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کی بنیاد رکھی۔

مارچ 1942ء میں جب جاپانی فوجیں برما پر قابض ہو کر ہندوستان کی مشرقی سرحد پر دباؤ ڈال رہی تھیں تو برطانوی کابینہ نے سر اسٹیفورڈ کرپس کو چند تجاویز کے ہمراہ ہندوستان بھیجا۔ سر کرپس نے 29 مارچ کو اپنی تجاویز کا اعلان کیا کہ اگر دونوں بڑی سیاسی جماعتیں جنگ کے عرصے میں برطانیہ کی مکمل حمایت کریں تو ہندوستان کی آزادی کے عمل کو تیز تر کر دیا جائے گا۔ علاوہ ازیں اگر کوئی صوبہ یا صوبے وفاق سے علیحدہ ہونا چاہیں تو وہ ایسا کر سکیں گے۔ ان تجاویز میں اگرچہ مطالبہ پاکستان کو اصولاً تسلیم کیا جا چکا تھا لیکن اس کی تشکیل کو مستقبل پر چھوڑ دیا گیا تھا۔ قائداعظم نے کرپس تجاویز کو اس بنا پر مسترد کیا کہ اس میں پاکستان کا جو وعدہ کیا گیا ہے وہ واضح اور براہ راست نہیں ہے جبکہ کانگریس نے اس بنا پر مسترد کر دیا کہ اس میں دیگر وجوہ کے علاوہ پاکستان کے اصول کو تسلیم کیا گیا ہے۔

کرپس مشن کے ردعمل میں گاندھی جی عدم تشدد کے حامی تھے۔ تشدد پر اتر آئے۔ انہوں نے انگریزوں کے خلاف ہندوستان چھوڑ دو۔ گاندھی نے اپنے خطبے میں "کرو یا مرو (Do or Die)" کا منتر دیا تھا۔ اسی وجہ سے بڑے پیمانے پر ہنگامے اور بلوے ہوئے۔ قائداعظم نے جو اپنی بے پناہ سیاسی بصیرت کی بنا پر کانگریس کی چالوں کو خوب سمجھتے تھے۔ اس تحریک کو "دورخی پستول" قرار دیا اور مسلمانوں کو بروقت خبردار کیا کہ اس تحریک میں ان کی شمولیت قومی خودکشی کے مترادف ہوگی۔ چنانچہ مسلمان من حیث القوم اس تحریک سے علیحدہ ہی رہے۔ قائداعظم نے ہندوستان چھوڑ دو کے مقابلے میں "تقسیم کرو اور چھوڑ دو" کا سلوگن دیا جس کا مطلب تھا کہ مسلمان صرف برطانیہ سے آزادی نہیں چاہتے بلکہ ہندوؤں کے تسلط سے بھی نجات چاہتے ہیں۔

ستمبر 1944ء میں قائداعظم اور گاندھی جی کے درمیان بمبئی میں طویل مذاکرات ہوئے۔ یہ مذاکرات نتائج کے اعتبار سے بالکل ناکام رہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ گاندھی جی کہ اپنے مؤقف متحدہ ہندوستان سے ہٹنے اور مسلم مطالبات تسلیم کرنے کو تیار نہیں تھے جبکہ قائداعظم اس بات پر مصر تھے کہ گاندھی جی پہلے مسلم لیگ کو ہندوستان کے مسلمانوں کی نمائندہ جماعت اور نظریۂ پاکستان کو تسلیم کریں اور پھر اس کی جغرافیائی حدود اور باقی تفصیلات پر گفتگو ہوگی۔

حکومت نے دسمبر 1945ء میں مرکزی اسمبلی کے اور جنوری، فروری 1946ء میں صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کرانے کا فیصلہ کیا۔ انتخابات کے موقع پر کمزور جسمانی صحت کے باوجود قائداعظم نے پورے ہندوستان کا دورہ کیا اور مسلمانوں کو یہ بات باور کرائی کہ اگر وہ اس وقت بھی مسلم لیگ کے پرچم تلے جمع نہ ہوئے تو ذلت اور رسوائی ان کا مقدر بن جائے گی۔ قائد کی آواز پر مسلمانوں نے لبیک کہا اور لیگ نے مرکزی اسمبلی کی

For more notes & academic material visit our Website or install our Mobile App
Website: www.downloadclassnotes.com Mobile App: bit.ly/DCNApp

30 کی 30 مسلم نشستیں جیت کر شاندار کامیابی حاصل کی۔ انتخابات کے نتائج نے قائداعظم کا یہ دعویٰ درست ثابت کر دیا کہ لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے اور پاکستان اس کا جائز مطالبہ ہے۔ بقول وجے لکشمی پنڈت:

''اگر مسلم لیگ میں سو گاندھی جی اور دو سو مولانا آزاد ہوتے اور ان کے مقابلے میں کانگریس کے پاس صرف ایک جناح ہوتے تو ملک کبھی تقسیم نہ ہوتا۔''

قیام پاکستان بلاشبہ قائداعظم کی سیاسی بصیرت پر اعتماد اور پرعزم قیادت کا نتیجہ ہے۔ آپ نے منتشر اور پسماندہ مسلم قوم کی شیرازہ بندی کر کے اسے ایسی قوت بنا دیا جس کے سامنے بالآخر کانگریس اور انگریزوں کو جھکنا پڑا اور 14 اگست 1947ء کو پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔

قائداعظم نوزائیدہ مملکت کے پہلے گورنر جنرل مقرر ہوئے۔ ایک سال کے قلیل عرصے میں پاکستان کو تنظیمی سطح پر ایک مضبوط اور مستحکم مملکت کا روپ دے کر 11 ستمبر 1948ء کو فتح و کامرانی کی چادر تان کر شہر کے قلب میں ابدی نیند سو گئے۔

سوال نمبر 6 مسلم لیگ کا قیام کب اور کیوں عمل میں آیا؟ وضاحت کیجیے۔ KB(2010-11)

جواب: **آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام 1906ء (Formation of All India Muslim League - 1906):**

سر سید احمد خان نے مسلمانوں کو سیاست سے دور رہنے کا مشورہ دیا تھا۔ لیکن سر سید کی وفات (مارچ 1898ء) کے بعد تقسیم بنگال 1905ء کے خلاف ہندوؤں کے ایجی ٹیشن اور شملہ وفد اکتوبر (1906ء) کی کامیابی کے بعد مسلمان زعماء نے محسوس کیا کہ اب مسلمانوں کو سر سید کے سیاست سے دور رہنے والے مسلک کو ترک کر دینا چاہیے اور منظم طریقے سے سیاست میں حصہ لینا چاہیے چنانچہ اس مقصد کے لیے شملہ وفد کے اراکین نے باہمی صلاح و مشورے سے یہ فیصلہ کیا کہ دسمبر 1906ء میں جب ڈھاکا میں آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا اجلاس ہوا تو اس موقع سے فائدہ اٹھا کر ایک سیاسی اجتماع بھی کر لیا جائے اور مسلمانوں کی الگ تنظیم کی بنیاد رکھ دی جائے۔ چنانچہ طے شدہ پروگرام کے مطابق 30 دسمبر 1906ء کو نواب وقار الملک (مولوی مشتاق حسین) کی زیر صدارت آل انڈیا مسلم لیگ تاسیسی اجلاس ہوا۔

مسلم لیگ کے ابتدائی مقاصد:

مسلم لیگ کے تین ابتدائی مقاصد حسب ذیل متعین کیے گئے:

اول: برصغیر کے مسلمانوں میں حکومت برطانیہ کے لیے جذبہ وفاداری کو ابھارنا اور حکومت اور مسلمانوں کے درمیان پیدا ہونے والی غلط فہمیوں کو دور کرنا۔

دوم: مسلمانوں کے سیاسی حقوق اور مفادات کی حفاظت کرنا اور ان کی ضروریات سے حکومت کو آگاہ کرنا۔

سوم: مندرجہ بالا مقاصد کو نقصان پہنچائے بغیر برصغیر کی دوسری اقوام کے ساتھ تعاون کرنا۔

اس اجلاس میں نواب محسن الملک (سید مہدی علی) اور نواب وقار الملک کو جوائنٹ سیکریٹری منتخب کیا گیا اور لیگ کا دستور بنانے کے لیے 60 افراد پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ بعد ازاں مارچ 1908ء میں سر آغا خان سوم (سلطان محمد شاہ) کو لیگ کا صدر اور سید علی حسن بلگرامی کو سیکریٹری منتخب کیا گیا۔

For more notes & academic material visit our Website or install our Mobile App
Website: www.downloadclassnotes.com Mobile App: bit.ly/DCNApp

سوال نمبر 7 قائداعظم کے 14 نکات بیان کیجیے۔ KB(2006-09-10-11)

جواب: قائداعظم کے 14 نکات 1929ء (Fourteen Points of Quaid-e-Azam - 1929):

قائداعظم کے 14 نکات کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

(i) آئندہ آئین وفاقی نوعیت کا ہو۔ جس میں صوبوں کو زیادہ سے زیادہ اختیارات حاصل ہوں۔

(ii) تمام صوبائی حکومتوں کو یکساں بنیاد اور یکساں اصولوں پر داخلی خودمختاری دی جائے۔

(iii) ملک کی آئین ساز اسمبلیاں اور انتخابی اداروں کی تشکیل اس واضح اور حتمی اصول پر ہوگی کہ تمام صوبوں میں اقلیتوں کو مؤثر نمائندگی حاصل ہوگی اور کسی اکثریت کو کم کرکے اقلیت نہیں بنایا جائے گا اور نہ اس کو مساویانہ درجے تک لایا جائے گا۔

(iv) مرکزی مجلس قانون ساز میں مسلمانوں کی نمائندگی کم از کم ایک تہائی ہوگی۔

(v) مختلف فرقوں کی نمائندگی رائج طریقوں کے مطابق جداگانہ انتخاب کے ذریعے ہوگی لیکن اس کے ساتھ ہی ہر فرقہ کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ اپنے اختیار سے جداگانہ انتخاب کے بجائے مخلوط انتخاب تسلیم کرے۔

(vi) صوبوں کی حد بندی اسکیم پنجاب، بنگال، سندھ، سرحد (خیبر پختون خوا) اور بلوچستان کی مسلم اکثریت پر اثر انداز نہ ہو۔

(vii) مذہبی آزادی کا پورا پورا اہتمام کیا جائے اور ہر عقیدے، عبادت، تبلیغ، تعلیم وغیرہ کی کامل آزادی ہو اور سب کو اس کا یقین دلایا جائے۔

(viii) کوئی ایسا مسودۂ قانون منظور نہ کیا جائے جس کی مخالفت کسی ایک فرقے کے نمائندوں کی تین چوتھائی تعداد کرے۔

(ix) سندھ کو بمبئی پریذیڈنسی سے الگ کردیا جائے۔

(x) صوبہ بلوچستان اور شمال مغربی سرحدی صوبہ میں بھی ہندوستان کے دوسرے صوبوں کے عین مطابق آئینی اصلاحات کا نفاذ کیا جانا چاہیے۔

(xi) آئین میں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ مسلمانوں کو بھی دوسرے ہندوستانیوں کی طرح سرکاری ملازمتوں اور خودمختار اداروں کی ملازمتوں میں ان کی صلاحیت اور قابلیت کے مطابق متناسب حصہ مل جائے۔

(xii) آئین میں مسلمانوں کی تہذیب و تمدن، زبان، تعلیم، مذہب، اوقاف اور شخصی قانون وغیرہ کو مکمل تحفظ حاصل ہو۔

(xiii) ملک میں کوئی صوبائی یا مرکزی وزارت ایسی قائم نہ کی جائے جس میں کم از کم ایک تہائی مسلمان شریک نہ ہوں۔

(xiv) مرکزی دستور میں کوئی تبدیلی اس وقت تک نہ کی جائے جب تک کہ وفاق کے رکن صوبوں کی منظوری حاصل نہ ہو۔

سوال نمبر 8 علامہ اقبال کے خطبۂ الٰہ آباد (1930ء) کے اہم نکات بیان کیجیے۔ KB(2010)

جواب: علامہ اقبال کا خطبہ الٰہ آباد 1930ء (Iqbal's Address at Allahabad - 1930):

علامہ اقبال کے خطبہ الٰہ آباد کے اہم نکات مندرجہ ذیل ہیں:

For more notes & academic material visit our Website or install our Mobile App
Website: www.downloadclassnotes.com Mobile App: bit.ly/DCNApp

1۔ مذہب اور سیاست:

علامہ اقبال نے خطبہ الٰہ آباد کے آغاز میں مذہب اور سیاست کے بارے میں فرمایا:

''اگر آپ مذہب سے اخروی زندگی مراد لیتے ہیں تو پھر یورپ میں عیسائیت کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ عین فطری ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آفاقی نظام اخلاق کی جگہ قومی نظام ہائے اخلاق و سیاست نے لے لی اور بالآخر یورپ اس نتیجے پر پہنچا کہ مذہب فرد کا نجی معاملہ ہے اور اس کا انسان کی دنیوی زندگی سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کے برعکس اسلام انسان کی وحدت کو دو متصادم حصوں روح اور مادہ میں تقسیم نہیں کرتا۔ اسلام میں خدا اور کائنات، روح اور مادہ، دین اور سیاست ایک دوسرے کا حصہ ہیں۔

2۔ ہندوستان مختلف قوموں کا ایک ملک:

علامہ اقبال نے خطبہ الٰہ آباد میں بڑے واضح دلائل سے ثابت کیا کہ ہندوستان کسی واحد قوم کا ملک نہیں بلکہ مختلف مذاہب اور مختلف قوموں کا ملک ہے۔ انہوں نے مشہور فرانسیسی مفکر رینان (Renan) کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ قوم بننے کے لیے مشترکہ زبان یا نسل کا ہونا ضروری نہیں بلکہ قوم افراد کا ایسا مجموعہ ہے جو مشترکہ تاریخی ورثے کے باعث، سابقہ تجربے اور روایات کی بنا پر ہمیشہ مل جل کر مشترکہ زندگی گزارنے کے جذبہ سے سرشار ہو۔ علامہ اقبال کے نزدیک وہ جذباتی اور نفسیاتی یک رنگی جو ایک قوم کی تعمیر کی خواہش کو جنم دیتی ہے۔ اس برصغیر میں موجود نہیں ہے۔ وہ حاصل ہو سکتی تھی بشرطیکہ اکبر بادشاہ یا کبیر بھگت کی تعلیمات عوام الناس میں مقبول ہو جاتیں لیکن تجربہ بتاتا ہے کہ اس ملک میں بسنے والی مختلف قوموں میں اپنی انفرادیت کو کسی وسیع تر کل میں سمو دینے کا رجحان کبھی پیدا نہیں ہوا۔

3۔ مسلم ریاست کا قیام:

فرقہ وارانہ مسئلہ کا تعارف کراتے ہوئے علامہ اقبال نے ہندوستان کے اس مسئلے کو دنیا بھر کے علاقائی مسائل سے ممیّز کیا اور انہوں نے تاریخی عمل کے سیاق و سباق میں برصغیر کے مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ مسلم ریاست کے قیام کو ناگزیر قرار دیا۔ انہوں نے کہا:

''ہندوستان کا مسئلہ قومی نہیں بلکہ بین الاقوامی نوعیت کا ہے اور اسے بین الاقوامی مسئلے کی حیثیت سے ہی حل ہونا چاہیے۔ یہاں فرقہ وارانہ گروہوں کی حقیقت کو تسلیم کیے بغیر مغربی جمہوری نظام رائج نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا مسلمانوں کا یہ مطالبہ کہ ہندوستان کے اندر ایک مسلم ہندوستان کی تخلیق ہو جائز ہے۔''

اس کے بعد خطبے کے یہ تاریخی الفاظ آتے ہیں:

''میری خواہش ہے کہ پنجاب، صوبہ سرحد (خیبر پختون خوا)، سندھ اور بلوچستان کو ملا کر ایک ہی ریاست بنا دیا جائے۔ خواہ یہ ریاست سلطنت برطانیہ کے اندر حکومت خود اختیاری حاصل کرے، خواہ اس کے باہر۔ مجھے تو ایسا نظر آتا ہے کہ شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کو بالآخر ایک منظم مسلم ریاست قائم کرنا پڑے گی۔''

4۔ مسلم ہند کی تجویز نہرو کمیٹی میں:

مسلم ہند کی تجویز کو نہرو کمیٹی میں بھی پیش کیا گیا تھا اور اراکین کمیٹی نے اس بنا پر اسے مسترد کر دیا تھا کہ اگر اس قسم کی کوئی ریاست قائم کی گئی تو اس کا رقبہ اس قدر وسیع ہوگا کہ اس کا انتظام و انصرام کرنا دشوار ہو جائے گا۔ علامہ اقبال نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا: اس میں کوئی شک نہیں کہ رقبے کے سلسلے میں کمیٹی کے اراکین کی رائے درست تھی لیکن اگر آبادی پر نظر ڈالی جائے تو اس ریاست کی آبادی بعض ہندوستانی صوبوں سے بھی کم ہوگی۔ غالباً انبالہ ڈویژن یا اس قسم کے دیگر اضلاع کو الگ کر دینے سے جن میں ہندو آبادی کی اکثریت ہے۔ اس کی وسعت اور انتظامی مشکلات میں اور بھی کمی واقع ہو جائے گی۔ پھر ان اضلاع کی علیحدگی سے غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کہیں زیادہ محفوظ ہو جائیں گے۔ اس تجویز سے ہندوؤں اور انگریزوں کو پریشانی ہوئی۔ 10 سال بعد 23 مارچ 1940ء کو علامہ اقبال کی یہی خواہش مطالبۂ پاکستان کی بنیاد بن گئی۔

سوال نمبر 9 قراردادِ لاہور 1940ء پر تفصیلی نوٹ لکھیے۔

جواب: قراردادِ لاہور/قراردادِ پاکستان:

22، 23 اور 24 مارچ 1940ء کو مسلم لیگ کا تاریخی اجلاس قائداعظم کی صدارت میں منٹو پارک (موجودہ اقبال پارک) لاہور میں منعقد ہوا۔ اس وقت لاہور کی فضا انتہائی ناخوشگوار تھی۔ 19 مارچ کو خاکساروں کے ایک دستے پر پولیس نے ظالمانہ فائرنگ کی تھی جس کے نتیجے میں 32 خاکسار ہلاک اور بہت سے زخمی ہو گئے تھے۔ سر سکندر حیات کی حکومت اس صورت حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلم لیگ کا اجلاس ملتوی کرانا چاہتی تھی لیکن قائداعظم نے اس سلسلے میں تمام مشوروں کو رد کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ اجلاس مقررہ تاریخ پر لاہور میں ہی منعقد ہوگا۔

22 مارچ کو بعد نماز جمعہ ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسے میں قائداعظم نے اپنی صدارتی تقریر میں دو قومی نظریہ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

''اگر برطانوی حکومت ہندوستان میں امن اور سکون چاہتی ہے تو اس کی صرف یہ صورت ہے کہ ہندوستان کو تقسیم کر کے بڑی اقوام کے لیے جداگانہ قومی وطن قائم کیے جائیں۔''

ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان تہذیبی، ثقافتی و رمذہبی اختلافات کی نشاندہی کرتے ہوئے انہوں نے کہا:

''ہندوستان اور مسلمان دو مختلف اور جداگانہ مذہبی فلسفوں، سماجی روایات اور ادب سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ نہ تو آپس میں شادی بیاہ کرتے ہیں اور نہ ایک ساتھ بیٹھ کر کھاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کا تعلق دو مختلف تہذیبوں سے ہے جو بنیادی طور پر متضاد خیالات اور تصورات پر مبنی ہیں۔ ان کا تصورِ حیات ایک دوسرے سے مختلف ہے کہ ان کی رزمیہ داستانیں، ہیرو، قصے اور تاریخ الگ الگ ہیں۔ اکثر اوقات ایک قوم کا ہیرو دوسری قوم کا دشمن ہوتا ہے۔ ایک کی فتح دوسری قوم کی شکست ہوتی ہے۔ ایسی دو قوموں کی اکثریت اور اقلیت کی حیثیت میں زبردستی ایک ریاست میں اکٹھا رکھنے سے بے چینی اور کشمکش میں اضافہ ہوگا اور بالآخر وہ ڈھانچہ ہی تباہ ہو جائے گا۔ جسے ایک مملکت کی حکومت کے لیے معرض وجود میں لایا جائے گا۔''

مسلمانوں کے لیے علیحدہ مملکت کے حق میں دلائل دیتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا:

''قومیت کی تعریف کی رُو سے مسلمان ایک قوم ہیں اور اس بات کے مستحق ہیں کہ ان کا اپنا وطن، اپنا علاقہ اور اپنی مملکت ضرور ہو۔ ہماری خواہش ہے کہ ہم ایک آزاد اور خودمختار قوم کی حیثیت سے اپنے ہمسایوں کے ساتھ امن و اتحاد سے رہیں اور اپنی روحانی، ثقافتی، اقتصادی اور سیاسی زندگی میں اپنے تصورات اور مزاج کے مطابق بھرپور ترقی کریں۔

قرارداد کا متن:

23 مارچ کے اجلاس میں بنگال کے وزیراعلیٰ مولوی اے کے فضل الحق نے مسلمانوں کے مطالبات پر مبنی ایک تاریخی قرارداد پیش کی جسے اب قراردادِ پاکستان کہا جاتا ہے۔ اس قرارداد کا متن درج ذیل ہے:

''قرارداد پر غور و خوض کے بعد اجلاس کی متفقہ رائے یہ ہے کہ ملک میں وہی آئینی منصوبہ قابل عمل اور مسلمانوں کے لیے قابل قبول ہوگا جو مندرجہ ذیل بنیادی اصولوں کے مطابق تیار کیا جائے گا یعنی یہ کہ جغرافیائی اعتبار سے ملحق و متصل اکائیوں (Units) کی خطوں (Regions) کی صورت میں مناسب علاقائی رد و بدل کے بعد اس طرح حد بندی کی جائے کہ وہ علاقے جہاں مسلمان اکثریت میں ہوں جیسا کہ ہندوستان کے شمال مغربی اور مشرقی منطقوں (Zones) میں ہیں آزاد مملکتوں کی شکل اختیار کرلیں اور ان کی مختلف اکائیاں خودمختار اور حاکمیت کی حامل ہوں۔''

اس قرارداد کی تائید یوپی سے چوہدری خلیق الزماں، سید ذاکر علی، بیگم مولانا محمد علی جوہر (امجدی بیگم) مولانا عبدالحامد بدایونی، سی پی سے عبدالرؤف شاہ، بہار سے نواب محمد اسمٰعیل خان، بمبئی سے آئی آئی چندریگر، سندھ سے جناب عبداللہ ہارون، بلوچستان سے قاضی محمد عیسیٰ، صوبہ سرحد (خیبر پختون خوا) سے سردار اورنگزیب، پنجاب سے مولانا ظفر علی خان اور ڈاکٹر محمد عالم نے کی۔

24 مارچ کو قرارداد کو خوشی اور مبارک باد کے نعروں کے ساتھ اتفاق رائے سے منظور کیا گیا۔

سوال نمبر 10 پاکستان کو اپنے ابتدائی دور میں جن مسائل کا سامنا تھا، ان کی نشاندہی کیجیے۔

جواب: پاکستان کے ابتدائی مسائل (Initial Problems of Pakistan): KB(2006-2011)

پاکستان کے ابتدائی مسائل مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ:

پاکستان کی ابتدائی مشکلات میں مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ بہت نازک اور اہم تھا۔ ہندوستان کی حکومت نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہندوستان سے تقریباً 65 لاکھ مہاجرین کو پاکستان دھکیل دیا تاکہ پاکستان کی انتظامیہ ابتدا ہی سے مفلوج ہوجائے۔ پاکستان کی حکومت نے ستمبر 1948ء میں مہاجرین کی آبادکاری کے لیے ایک باقاعدہ وزارت قائم کی۔ یہ نئی وزارت قائداعظم اور لیاقت علی خان کی قیادت میں قائم کی گئی۔ مہاجرین کی آبادکاری کے لیے ہر ممکن اقدامات کیے گئے۔ قائداعظم نے ایک امدادی فنڈ کے قیام کا اعلان کیا جس میں پوری قوم نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس سے مہاجرین کی آبادکاری میں بڑی مدد ملی۔

2۔ مالی اثاثوں کی تقسیم:

آزادی کے وقت ہندوستان کا کل سرمایہ 4 ارب روپیہ تھا۔ پاکستان نے جب اپنے ایک چوتھائی حصے (ایک ارب) کا مطالبہ کیا تو ہندوستان نے 20 کروڑ سے زیادہ دینے سے انکار کردیا۔ طویل بحث کے بعد پاکستان کا حصہ 75 کروڑ روپے مختص ہوا جس میں سے 20 کروڑ روپے کی ادائیگی کے بعد ہندوستان نے مزید اقساط روک دیں اور یہ مؤقف اختیار کیا کہ مسئلہ کشمیر حل ہوجانے کے بعد باقی اقساط ادا کردی جائیں گی۔ کچھ عرصہ بعد سینٹرل بینک آف انڈیا نے 50 کروڑ روپے مزید ادا کردیے لیکن 5 کروڑ ابھی تک ادا نہیں کیے۔

3۔ ریاستوں کے الحاق کا مسئلہ:

آزادی کے وقت برصغیر جنوبی ایشیا میں کل 562 ایسی ریاستیں تھیں جو برصغیر کے کم وبیش ایک تہائی رقبے اور چوتھائی آبادی پر مشتمل تھیں۔ اکثر وبیشتر ریاستیں بہت چھوٹی تھیں۔ بعض ریاستیں جیسے کشمیر، حیدر آباد، بہاولپور اور قلات وغیرہ رقبے یا آبادی کے لحاظ سے صوبوں کے ہم پلہ تھیں۔ 3 جون پلان کے تحت تمام ریاستوں کو یہ اختیار دے دیا گیا کہ وہ اپنی جغرافیائی حیثیت اور رعایا کی خواہش کے مطابق پاکستان یا ہندوستان میں سے کسی ایک کے ساتھ الحاق کرسکتی ہیں۔ ریاستوں کی اتنی بڑی تعداد میں سے صرف 14 پاکستان سے متصل تھیں بقیہ ہندوستان سے۔ اس لحاظ سے ریاستوں کا مسئلہ ہندوستان کے لیے واقعی اہم تھا۔ اسی فرق کے پیش نظر کانگریس ریاستوں کے الحاق کے لیے ہر قسم کا حربہ استعمال کرنے پر تُل گئی جبکہ مسلم لیگ نے قانونی اور آئینی طریقے اپنائے۔ اس موقع پر جنوبی ہند کی دو بڑی ریاستوں ٹراونکور اور حیدر آباد نے آزاد رہنے کا، جوناگڑھ، مناوادر (Manavader) منگرول (Mangrol) اور کشمیر نے پاکستان کے ساتھ الحاق کرنے کا فیصلہ کیا۔ ان ریاستوں کے فیصلوں پر ہندوستان کی حکومت جس طرح اثر انداز ہوئی وہ آزادیٔ رائے اور انصاف کا گلا گھونٹنے کے مترادف ہے۔

4۔ انتظامی مسائل:

جب پاکستان قائم ہوا تو اس وقت اس کی کوئی مرکزی حکومت نہیں تھی۔ ایک اچھی اور مقابلتاً بہتر انتظامیہ قائم کرکے پاکستان کے پاس تجربہ کار اور تربیت یافتہ افراد کی کمی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آزادی سے قبل مسلمانوں کو سرکاری ملازمتوں میں اتنی نمائندگی نہیں دی جاتی تھی جتنا ان کا حق بنتا تھا۔ چند مسلمان افسران جو انتظامی امور چلانے کی صلاحیتیں رکھتے تھے ان کی زیادہ تر تعداد دہلی میں مقیم تھی اور ہندوستان نے ان کی منتقلی میں بھی طرح طرح کی مشکلات پیدا کیں تاکہ پاکستان نظم ونسق سنبھالنے کے قابل نہ ہوسکے۔ تربیت یافتہ عملے کی کمی کے علاوہ دفتروں کے لیے عمارتیں ناپید تھیں اور دفتری کام چلانے کے لیے اسٹیشنری، فرنیچر اور قلم دوات تک میسر نہ تھے۔ ان ناساعد حالات میں قائداعظم نے قوم کی رہنمائی کی اور انہیں مایوس کن حالات سے نکالا۔ عوام بالخصوص سرکاری عملے نے قائداعظم کی قیادت میں ہر مشکل کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور جلد ہی اس مشکل پر قابو پالیا۔

5۔ معاشی مسائل:

انتظامی مسائل کے علاوہ پاکستان کو بہت سے معاشی مسائل سے بھی دوچار ہونا پڑا۔ متحدہ ہندوستان میں انگریزوں کی ہمیشہ یہ پالیسی رہی کہ مسلم اکثریتی علاقوں کو معاشی لحاظ سے ترقی یافتہ نہ بننے دیا جائے۔ وہ ان علاقوں سے اپنے لیے صرف فوجی حاصل کرتے تھے۔ اس لیے آزادی کے

وقت جو علاقے پاکستان کے حصے میں آئے وہ زرعی اور صنعتی لحاظ سے انتہائی پسماندہ تھے۔ ذرائع نقل وحمل' مواصلات کی صورت حال بھی خاصی تشویش ناک تھی۔ ڈاک خانے' ٹیلی فون ایکسچینج اور ریڈیو اسٹیشن بھی ضرورت سے بہت کم تھے۔ بینکوں کی تعداد بھی بہت محدود تھی۔ آزادی کے وقت پاکستان میں کل 38 بینک تھے جن کی پورے ملک میں صرف 195 برانچیں تھیں۔

6۔ بین الاقوامی اداروں کی رکنیت:

تقسیم کے بعد بین الاقوامی اداروں کی رکنیت کے حقوق وفرائض ہندوستان کے حصے میں چلے گئے۔ پاکستان کو اقوام متحدہ اور اس کے اداروں کی رکنیت کے لیے نئی درخواستیں دینی پڑیں۔ نیز مختلف ممالک کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کرنے کے لیے اپنے سفارت خانے کھولنے پڑے۔ یہ معاشی اور انتظامی لحاظ سے ایک اہم مسئلہ تھا۔

درسی کتاب کی مشق

سوال نمبر 1 : نظریہ پاکستان کی وضاحت کریں۔

جواب : دیکھیے بیانیہ جواب کے سوالات، سوال نمبر 1۔

سوال نمبر 2 : قومی یکجہتی سے کیا مراد ہے، پاکستان میں کس طرح قومی یکجہتی کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔

جواب : دیکھیے بابنیہ جواب کے سوالات، سوال نمبر 2۔

سوال نمبر 3 : سرسید احمد خان کے سیاسی نظریہ پر بحث کیجیے۔

جواب : دیکھیے بیانیہ جواب کے سوالات، سوال نمبر 3۔

سوال نمبر 4 : علامہ اقبال کے تحریک پاکستان میں کردار پر روشنی ڈالیں۔

جواب : دیکھیے بیانیہ جواب کے سوالات، سوال نمبر 4۔

سوال نمبر 5 : قائداعظم کے قیام پاکستان میں کردار کا جائزہ لیں۔

جواب : دیکھیے بیانیہ جواب کے سوالات، سوال نمبر 5۔

سوال نمبر 6 : مسلم لیگ کا قیام کب اور کیوں عمل میں آیا؟ وضاحت کریں۔

جواب : دیکھیے بیانیہ جواب کے سوالات، سوال نمبر 6۔

For more notes & academic material visit our Website or install our Mobile App
Website: www.downloadclassnotes.com Mobile App: bit.ly/DCNApp

سوال نمبر 7 : قائداعظم کے چودہ نکات بیان کیجیے۔

جواب : دیکھیے بیانیہ جواب کے سوالات، سوال نمبر 7۔

سوال نمبر 8 : علامہ اقبال کے خطبۂ الہ آباد (1930ء) کے اہم نکات بیان کیجیے۔

جواب : دیکھیے بیانیہ جواب کے سوالات، سوال نمبر 8۔

سوال نمبر 9 : قرارداد لاہور 1940ء پر تفصیلی نوٹ لکھیے۔

جواب : دیکھیے بیانیہ جواب کے سوالات، سوال نمبر 9۔

سوال نمبر 10: پاکستان کو اپنے ابتدائی دور میں جن مسائل کا سامنا تھا ان کی نشاندہی کیجیے۔

جواب : دیکھیے بیانیہ جواب کے سوالات، سوال نمبر 10۔

سوال نمبر 11: خالی جگہوں کو صحیح الفاظ سے پُر کریں۔

(i) 1872ء میں بہار میں اور 1900ء میں یوپی میں اردو کے ساتھ ہندی کو سرکاری زبان کا درجہ دیا گیا۔

(ii) سرسید احمد خان 17 اکتوبر 1817ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔

(iii) مسلم لیگ 1906ء کو ڈھاکا میں قائم ہوئی۔

(iv) نہرو رپورٹ کے جواب میں قائداعظم نے چودہ نکات پیش کیے۔

(v) قائداعظم نے چودہ نکات 1929ء میں پیش کیے۔

(vi) علامہ اقبال نے 1930ء کو الہ آباد کے مقام پر خطبہ دیا۔

(vii) دوسری عالمی جنگ کا عرصہ 1939ء سے 1945ء ہے۔

(viii) قائداعظم کی اپیل پر 22 دسمبر 1939ء کو یوم نجات منایا گیا۔

(ix) قرارداد لاہور 23 مارچ 1940ء کو مولوی اے کے فضل الحق نے پیش کی۔

(x) قرارداد لاہور کی تائید سب سے پہلے چوہدری خلیق الزماں نے کی۔

(xi) 1945-46ء کے انتخابات نے ثابت کر دیا کہ مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔

(xii) باؤنڈری کمیشن کا چیئرمین ________ تھا۔

(xiii) آزادی کے وقت صرف مشرقی پنجاب میں ________ سے زائد مسلمان شہید ہوئے۔

(xiv) کشمیریوں کا لگاؤ پاکستان کے ساتھ تھا۔

(xv) سندھ طاس معاہدہ 2 جولائی 1972ء میں ہوا۔

www.downloadclassnotes.com